ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۰ قادیان دارالامان مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۸ء نمبر ۲۱

خطبہ جمعہ

جو ۲۸ جون ۱۹۱۸ء کو ڈلہوزی کے نور محمد ہوٹل میں
حضرت خلیفۃ المسیح نے مقام عبودیت پر پڑھا "

عبودیت ہی تمام کامیابیوں کی کلید ہے

سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔

سورۃ فاتحہ میں جہاں اور عظیم الشان بلکہ غیر محدود نصائح اور مواعظ بیان کئے گئے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور پھر ان کے ذریعہ ساری دنیا کو اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ کوئی چیز مفید یا برکت یا کوئی خوشی اور راحت کوئی ترقی یا کمال کوئی درجہ یا رتبہ ایسا حاصل نہیں ہو سکتا جو خدا تعالیٰ کے قوانین کے خلاف چلکر حاصل ہو۔ بلکہ تمام کامیابیوں کا ذریعہ

عبودیت ہے

جب کبھی وہ خدائی کا دعوےٰ کریگا خواہ منہ سے کرے جیسا کہ بعض بیوقوف کرتے ہیں یا اپنے اعمال سے ایسا ظاہر کرے وہ یقیناً ناکام و نامراد رہیگا۔ نبی کا دعوےٰ کرنے والے کے لئے تو فرمایا لو تقول علینا بعض الاقاویل الایۃ۔ ہم اس کی رگ جان پکڑ کر کاٹ دیتے مگر خدائی دعوےٰ کرنے والے کے لئے ایسا نہیں کہا۔ اس لئے کہ وہ تو فوراً پتہ لگ جاتا ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے مشہور ہے کہ ایک شخص نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ ایک زمیندار چاہتا تھا کہ اس کو اس دعوے سے ہٹا دُن۔ مولوی اس سے مباحثہ کرتے تھے وہ یہی حجتیں کرتا۔ اور دلایل دیتا آخر زمیندار ایک دن اسے اکیلا پاکر گیا۔ اور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر پبلشر شائع ہوا

پوچھا کہ تم نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں زمیندار نے گردن سے پکڑ کر نیچے گرا لیا اور کہا کہ میں تو عرصہ سے تم کو تلاش کرتا تھا تم نے ہی میرے باپ کو مارا ہے اور یہ کہہ کر اس کے ایک مکا زور سے مارا اور پھر کہا کیا تم نے ہی میری ماں کو مارا ہے۔ اور پھر ایک مکا مارا۔ پھر اپنے ایک ایک رشتہ دار کا نام لیتا جاتا اور مکے مارتا جاتا۔ آخر اس نے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ میں

اس دعوے سے باز آیا۔

نبی کو اگر کوئی مارے تو حقیقت مشتبہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ تو انسان ہے اور وہ ماریں کھاتے ہیں لوگ انہیں ہر قسم کے دکھ دیتے ہیں اور ماں دکھوں اور تکلیفوں ہی کے ذریعہ ان کی سچائی روشن ہو جاتی ہے اور یہ ان کی ترقی کا ذریعہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اپنے تائید اور نصرت سے دکھا دیتا ہے کہ

وہ اسی کی طرف سے ہیں

مگر خدائی کا دعوےٰ بے وقوفوں کے سوا کون کر سکتا ہے پھر یہ دعوے کرنے والے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو منہ سے ابلہا دعوے کرتے ہیں دوسرے وہ جو عمداً کرتے ہیں۔ حکومت و اقتدار کے لحاظ سے۔ مال و دولت کے لحاظ سے علم و فن کے لحاظ سے کسی کو کوئی رتبہ ملتا ہے تو وہ اپنی ہستی سے باہر ہو جاتے ہیں۔ وہ اس قسم کے دعوے عمل سے کرتے ہیں اور یہی دعوے آخر ان کی ذلت و نامرادی کا موجب ہو جاتے ہیں گو اس وقت کوئی اسے نہ سمجھے۔ مگر حقیقی ترقی عبودیت میں ہے جس جس قدر انسان عبد بنتا ہے اسی قدر اس کی ترقی اور معرفت کے دروازے کھلتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کو اپنے علم اپنی ذات۔ اپنی عقل اور تدبیر پر کوئی ناز نہیں ہوتا اسی لئے اس کی کوشش ہمت اور تدبیر میں سستی نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ اسے برکت دیتا ہے لیکن جہاں کسی قوم نے خدائی کا دعوے کیا جو عملاً ہوتا ہے تو یہ دعوے اس کے تنزل کا پہلا قدم ہوتا ہے پھر وہ نیچے گرنے لگتی ہے۔ گو اس کا یہ تنزل کسی کو نظر نہ آتا ہو۔ لیکن آخر یک بارگی ایسی گرتی ہے کہ پھر اس کی بربادی اور تنزل بالکل ظاہر ہو جاتا ہے:۔

برخلاف اس کے ترقی کرنے والی قوموں میں انکسار اور عبودیت ہوتی ہے اسی طرح ان کی ترقی کی رفتار بھی بہت دھیمی ہوتی ہے۔ مگر آخر اس کی رفتار میں بھی نمایاں ترقی نظر آتی ہے۔ یہ بالکل درست ہے۔ کہ عملاً خدائی کا دعویٰ کرنے والی قوم کا تنزل ابتداً نظر نہیں آتا۔ مگر اس کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ نظر نہیں آتے۔ جس طرح پر ایک مکان ٹھیک ہو تو وہ نظر آتا ہے اور انسان اس کی مرمت کر کے بند کر دیتا ہے لیکن جب کسی مکان کی بنیاد میں اندر ہی اندر پانی پڑا ہو اس کا پتہ نہیں لگتا اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ یکدم بیٹھ جاتا ہے اور بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے پس ان لوگوں کی حالت جو عملاً خدائی کا دعوےٰ کرتے ہیں اس مکان کی سی ہے جس کی بنیادوں میں پانی پڑ رہا ہے۔ اسی واسطے قرآن مجید میں جہاں سخت سزا کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا **فاتی اللہ بنیانہ** فرمایا۔

پس انسان کبھی عبودیت سے باہر نہ جائے۔ یہ کبھی نہ سمجھے کہ اس کے لئے کسی پابندی اور اطاعت کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی اتباع ہے نہ فرمان داری ہے یہ ہلاکت کی راہ ہے اس سے بچو یہ شیطانی خیال ہے اس سے دور بھاگو حقیقی کامیابی کی راہ عبودیت ہی میں ہے اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں اس لئے فرمایا۔

ایاک نعبد

پہلے **الحمد للہ رب العالمین** کہہ کر بتا دیا کہ ہر چیز اسی کی مخلوق اور اسی کی ماتحت ہے۔ اور تمام فضلوں اور برکات کا وہی سرچشمہ ہے پھر بتایا کہ عبودیت کرو گے تو سب کچھ دیں گے۔ انعامات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی اور ایک روحانی

جسمانی انعامات کے لئے بھی اطاعت اور فرمان برداری کی ضرورت ہے جو قواعد قوانین ان انعامات کے لئے مقرر کئے ہیں جو شخص ان کی پابندی کرے گا وہ انعامات سے حصہ لیگا۔ یورپ کے لوگوں سے بڑھ کر کون نیچر کی اطاعت کرے گا۔ اور دیکھ لو وہ انعام بھی پاتے ہیں جو روحانی قواعد کی پابندی وہ نہیں کرتے اور اس کے انعامات بھی نہیں پاتے۔ پس ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ کے پورے فرماں بردار ہو

جاؤ کہ سارے انعامات اسی اطاعت میں ہیں اور یہی مقام عبودیت تمام ترقیوں کی کلید ہے انسان بعض وقت بڑھاپے رتبہ سال اللہ تعالیٰ کو مقت سے ابلیس کی طرح دعویٰ کر بیٹھتا ہے مگر کامیابی اور ترقی عبودیت ہی میں ہے۔ یہ یہ ایسا نکتہ ہے کہ ہر شخص کو یاد رکھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدقۃ الفطر

روزہ کی حکمت روزہ کی بیشمار حکمتوں میں سے ایک حکمت اور لاتعداد فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ امراء اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو دن بھر بھوکا اور پیاسا رہنے سے خصوصاً موسم گرما میں یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہماری قوم کے غرباء کو بھوک اور پیاس اور تنگیٔ معاش کی وجہ سے کس قدر تکلیف کا سامنا رہتا ہوگا۔ خوشحال لوگ ایک مہینہ کی تکلیف سے بد حال بھائیوں کے بارہ مہینے کی حالت کا احساس کر سکتے ہیں۔ اس احساس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ اپنے مال اور دولت سے غرباء کی تکالیف دور کرنے کی طرف طبعاً مائل ہونگے اور اس طرح پر اسلامی سوسائٹی کے مفلوک الحال افراد کی حالت بہتر ہو جائے گی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک مہینہ میں صدقہ و خیرات کی بہت ترغیب و تحریص دی ہے اور خود آپ اس کا کامل نمونہ تھے جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود مایکون فی رمضان یعنی یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ لیکن رمضان میں اور دنوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے پس شارع علیہ السلام کا رمضان میں خصوصیت سے صدقہ و خیرات کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ روزہ کے اغراض میں صدقہ و خیرات بھی داخل ہیں ؛

صدقۃ الفطر اس دلیل سے بڑھ کر ایک اور دلیل صدقۃ الفطر ہے جس کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ روزہ کے نتیجہ میں ہے کیونکہ فطر روزہ چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ پس صدقۃ الفطر کے یہ معنی ہوئے کہ روزہ کی ریاضت یا ماہ تمام پوری کر چکے اور بھوک و پیاس وغیرہ کی مشقت ہم محض خدا کے لئے جھیل چکے تو اب اس کے چھوڑنے کی اجازت ہے۔ اور بھوکے پیاسے رہنے سے فراغت حاصل ہے۔ اس کے شکریہ میں ہم نے غرباء کو صدقہ دیا کہ الٰہی تو نے ہمیں بھوک سے بچایا ہم صدقہ دیکر تیری مخلوق کو بھوک سے بچاتے ہیں۔ پس صدقۃ الفطر کا وجود ایک زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ روزہ بھوکے رہنے کا مقصد عظیم یہ ہے کہ انسان کو بھوکے بھائی کی تکلیف کا احساس ہو کیونکہ جب تک انسان پر خود کوئی تکلیف وارد نہ ہو وہ کبھی کماحقہ اس کا احساس و تصور نہیں کر سکتا۔ اس لئے صحیح احساس اور سچا تصور پیدا کر کے غرباء کی مشکل آسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس بات کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ صدقۃ الفطر کو رمضان کے دوران میں فرض نہیں کیا۔ بلکہ شریعت نے اس کے لئے اصل روز یکم شوال مقرر کیا ہے جس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ ایک مسلم رمضان میں تیس ۳۰ یا انتیس ۲۹ دن تک روزہ رکھ کر یکم شوال کو غرباء کو صدقہ دیکر بتاتا ہے کہ یہ جو میں نے پچھلا سارا مہینہ بھوکا پیاسا رہ کر گذارا ہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا ہے۔ کہ میں نے اپنے غریب بھائیوں کی بھوک و پیاس کا اندازہ کر لیا ہے۔ اور میں نے سمجھ لیا ہے کہ شریعت نے مجھے بھوکا رکھ کر یہ سبق دیا ہے کہ تیری قوم کے بھوکے مفلوک الحال لوگ ایسی ہی مشقت روز و شب برداشت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی حالت کا احساس کر کے ان کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کر۔ چونکہ میں نے روزہ کے اس مقصد کو پا لیا ہے اس لئے میں رمضان کے ختم ہوتے ہی یکم شوال کو اس مشن کے سرانجام دینے میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنے بلکہ دودھ پیتے بچے کی طرف سے بھی غرباء کو کھانے کے لئے غلہ دینے

تیار ہوں ؛

غرض شریعت کا رمضان کے ختم ہوتے ہی صدقہ مقرر کرنا صریح اشارہ ہے کہ رمضان میں جو کام ہے اسے ایک بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تم بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ پس وہ لوگ جو روزہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ بتائیں کہ کیا سوسائٹی کے تمام افراد مالی حالت میں برابر ہوا کرتے ہیں۔ ؟

اور کیا ہر خوشحال کو بدحال کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے ؟ اور کیا یہ احساس پیدا کرنا معیوب ہے ؟ اور کیا اس احساس کے نتیجہ میں وہ عملی کوشش نہ کرینگے ؟ اور کیا روزہ کی بھوک و پیاس ایسا احساس پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں ؟

جب ان باتوں کا جواب اثبات میں ہے تو پھر اسلامی روزہ پر معترض ہونا کیا معنی ؟ رمضان کے بعد سب سے پہلا دن یکم شوال ہے اس میں شریعت غرا نے ہر ایک انسان پر ایک صدقہ مقرر کیا ہے جو عموماً غلہ کی صورت میں دیا جاتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ رمضان میں غرباء کی جس تکلیف کا تمہیں احساس کرایا گیا ہے۔ اب رمضان کے ختم ہوتے ہی اس احساس کے مطابق غرباء کی تکالیف دور کرنیکی کوشش کرو ؛

صدقۃ الفطر فرض ہے یہ صدقہ معمولی طور پر مقرر نہیں۔ بلکہ فرض ہے اور جس طرح باقی فرائض کا تارک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح اس فریضہ کا تارک بھی سخت گنہگار ہے۔ بخاری و مسلم اور باقی احادیث کی صحیح کتابوں میں سینکڑوں حدیثیں اس کے فرض ہونے پر شاہد ناطق ہیں۔

بخاری میں لکھا ہے فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر علی العبد والحر والذکر والانثیٰ والصغیر والکبیر من المسلمین یعنی فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا۔ اس حدیث سے صریحاً ظاہر ہوا کہ صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر فرض ہے ؛

صدقۃ الفطر کی مقدار اب اس صدقہ کی مقدار کے متعلق احادیث کے دو مقام پیش کرتا ہوں ؛

۱۔ فرض زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کی شرح ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مقرر فرمائی ؛

۲۔ عن ابی سعید الخدری یقول کنا نخرج زکوٰۃ الفطر صاعاً من طعام او صاعاً من شعیر او صاعاً من تمر او صاعاً من اقط او صاعاً من زبیب یعنی ابو سعید فرماتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریمؐ کے عہد سعادت مہد میں صدقۃ الفطر غلہ۔ کھجور۔ پنیر۔ منقیٰ اور جو کا ایک ایک صاع دیا کرتے ہیں ؛

پس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام قسم کے غلوں اور پنیر اور کھجور اور منقیٰ میں سے ہر چیز کا ایک ایک صاع فی کس فرض ہے یعنی اگر گھر میں پانچ آدمی ہیں تو پانچ صاع اللہ کی راہ میں دینے چاہئیں ؛

گندم کے صدقہ میں صحابہؓ کا اختلاف اور اس کی وجہ گندم کے متعلق خود صحابہؓ میں اختلاف ہے۔ بعض کا یہ مذہب ہے کہ اس کا نصف صاع بھی کافی ہے لیکن دوسرے صحابہؓ اس پر قائم ہیں کہ نہیں اس کا بھی پورا صاع فرض ہے اس اختلاف کی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کی عام غذا جو تھے۔ گندم نہایت ہی کم تھی جیسا ہندوستان کے غریب طبقہ میں پلاؤ ایسی غذا ہے۔ جو سال میں ایک یا دو دفعہ ہی مل سکتی ہے۔ اسی طرح عرب میں گندم بمنزلہ پلاؤ کے تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہؓ صدقۃ الفطر عموماً جو یا کھجور سے دیا کرتے تھے۔ گندم کوئی نہیں دیتا تھا۔ لیکن بعد زمانہ نبوی جب فتوحات کا دروازہ کھل گیا اور ملک شام جہاں گندم عموماً پیدا ہوتی ہے فتح ہو گیا اور آہستہ آہستہ کی سہولتیں مہیا ہو گئیں تو وہاں کی گندم عرب میں آگئی۔ اور صحابہؓ کے گھروں میں استعمال ہونے لگی اور اب عید الفطر کے روز بعض صحابہؓ نے جو بجائے جو کے گندم کھاتے تھے۔ گندم دینی شروع کی لیکن وہ جو سے بہو حال مہنگی تھی۔ کیونکہ جو ملک عرب میں پیدا ہوتے تھے اور گندم ملک شام سے آتی تھی۔ اس پر بعض صحابہؓ نے قیاس کیا کہ چونکہ گندم قیمت کے لحاظ سے جو سے دگنی قیمت رکھتی ہے اس لئے

اس کا نصف صاع برابر ہے جَو کے ایک صاع کے۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ شرع نے قیمت کو معیار ہی مقرر نہیں کیا۔ ورنہ ہندوستان میں ایک پاؤ منقی کی قیمت اتنی ہے جتنی گندم کے ایک صاع کی۔ تو اس استدلال کی رو سے بجائے ایک صاع کے ایک پاؤ منقی دینا کافی ہوگا۔ حالانکہ اسے کوئی تسلیم نہیں کرتا۔ اسی طرح ولایت سے ڈبوں میں بند ہو کر پنیر آیا کرتا ہے جس کی ایک چھٹانک کی قیمت گندم کے ایک صاع کی قیمت سے زیادہ ہے۔ مگر کوئی فقیہ یہ جائز نہ رکھے گا کہ ولایتی پنیر صرف ایک چھٹانک ادا کرنا کافی ہے اس کے علاوہ ایک اور دلیل اس بات کی کہ قیمت کوئی معیار نہیں۔ یہ بھی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو۔ پنیر۔ منقی۔ کھجور سب کا ایک ایک صاع مقرر کیا ہے۔ حالانکہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ملک عرب میں ان چاروں چیزوں کا ایک ہی نرخ ہو۔ پس جب باوجود ان اشیاء کے کم و بیش نرخ ہونے کے برابر برابر وزن مقرر کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ قیمت کا معیار مدنظر نہیں لیکن اگر قیمت ہی کو بطور تنزل معیار مان لیا جاوے۔ تو بھی ہمیں گندم کا پورا صاع ہی صدقہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح عرب میں گندم پیدا نہ ہونے اور ملک شام سے آنے کی وجہ سے کھجور اور جو کی نسبت مہنگی تھی۔ اور یہ استدلال کیا گیا تھا۔ کہ اس کا نصف صاع ہی کافی ہے۔ اسی طرح ہم استدلال کرتے ہیں کہ ہندوستان میں گندم کے بکثرت پیدا ہونے۔ اور بہ نسبت کھجور و منقی و پنیر کے سستا ہونے کی وجہ سے اس کا ایک صاع برابر ہے کھجور کے نصف صاع کے۔ پس اس کا ایک صاع ہی دینا چاہیئے۔ غرض مہنگا اور سستا ہونا شرح میں کوئی تفاوت پیدا نہیں کرتا میری اس تحریر سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ نصف صاع دینے والے صحابہؓ کے پاس صرف یہی استدلال ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بعض احادیث بھی ایسی ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گندم کے نصف کی اجازت دی ہے۔ لیکن بخاری و مسلم کی حدیثیں اسی طرف گئی ہیں کہ طعام (غلہ) خواہ کوئی بھی ہو ایک صاع دینا چاہیئے

بہر حال ہمارے لئے دو نو راہیں کھلی ہیں۔ اگر ہم گندم کا نصف صاع دیویں تو ہمارے لئے بعض صحابہؓ کی سند ہے۔ اور اگر صاع دیں تو نص صریح حدیث کی اسکو درست بتاتی ہے۔ اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ پورا صاع دیا جاوے ؂

صاع کی تحقیق

اب صاع کی تحقیق بیان کرتا ہوں۔ صاع ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ وجہ یہ کہ صاع کئی ہیں مثلاً حجازی۔ عراقی وغیرہ وغیرہ لیکن ہمارے لئے آسان راہ ہے شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجاز کے شہر مدینہ میں رہتے تھے۔ پس وہی پیمانہ معتبر ہوگا جو مدنی ہے۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے جب کبھی پیمانہ کا نام لیا۔ تو اس سے وہی پیمانہ مراد ہو سکتا ہے۔ جو اس شہر کے عرف میں سمجھا جاتا ہے سو صاع بھی وہی شریعت نے مراد لیا ہے۔ جو مدینہ میں استعمال ہوتا تھا اب ہم مدنی صاع کی تحقیق کرتے ہیں۔ صاع ایک پیمانہ ہے جو برابر ہے چار مد کے اور مد ایک پیمانہ ہے جو غلہ ناپنے کے کام آتا ہے۔ یہ پیمانہ زمانہ نبوی سے اب تک مدینہ شریف میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں قادیان میں میرے پاس ایک مد ہے جسمیں ہم نے گندم ڈال کر بھرا سے ترازو میں تولا ہے تو ۱۲ چھٹانک اس کا وزن نکلا ہے۔ پس جب ایک مد میں ۱۲ چھٹانک گندم پڑتی تو چار مد یعنی ایک صاع میں تین ثار ہوئی۔ اسلئے جو شخص ایک صاع دینا چاہیئے اسے تین ثار گندم فی کس دینی چاہیئے لیکن جو شخص زیادہ آسانی چاہتا ہے وہ نصف صاع۔ یعنی ۱½ ثار گندم دے سکتا ہے۔ آیندہ احباب یہ حساب یاد رکھیں ؂

کس حیثیت کے آدمی پر صدقۃ الفطر فرض ہے

اس صدقہ کے متعلق یہ بھی حدیث کی شرح کرنیوالوں نے سوال اٹھایا ہے کہ یہ کس حیثیت کے آدمی پر فرض ہے۔ صحیح جواب یہی ہے کہ یہ غریب و امیر سب پر فرض ہے۔ پس ایک ایسا شخص کہ جس کے گھر میں صدقۃ الفطر کے اس روز کے کھانے کو باقی ہو اسے بھی ادا کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ ایک غریب کو کسی نے صدقۃ الفطر دیا۔ اس نے وہی اپنی طرف سے کسی دوسرے غریب کو دیدیا غرض اس کے لئے کوئی نصاب یا حیثیت مقرر نہیں ہے۔ مقدم ہر شخص کو اپنی طرف سے اور تمام ان لوگوں کی طرف سے ادا کرنا چاہیئے۔ جن کا گذارہ اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً بیوی بچے۔ لونڈی غلام۔ غریب والدین غرض ہر شخص جن کا یہ متکفل ہے اور سرپرست ہے۔ اور وہ خود نہیں دے سکتے۔ ان کی طرف سے یہ ادا کرے۔ اس صدقہ کی مقدار میں کمی و بیشی نہیں۔ دودھ پیتے بچے اور تیس سالہ جوان اور اسی سالہ بوڑھے کے لئے ایک ہی مقدار ہے۔

غلہ کے عوض نقدی بھی دیجا سکتی ہے

اس صدقہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ صرف غلہ کھجور۔ منقیٰ۔ پنیر ہی کی صورت میں غرباء کو دیا جاوے۔ بلکہ یہ بھی جائز ہے۔ کہ ان اشیاء کی قیمت مقرر کر کے نقدی کی صورت میں یہ صدقہ دیا جاوے۔ چنانچہ فقہائے امت اور علمائے ملت اسلامیہ نے اسے جائز قرار دیا ہے لیکن ان کے فتوے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہمارے ہاتھ میں زمانہ نبوی کا تعامل موجود ہے چنانچہ بخاری میں لکھا ہے:۔

قال معاذ رضی اللہ عنہ لاھل الیمن ایتونی بعرض ثیاب خمیص او لبیس فی الصدقۃ مکان الشعیر والذرۃ اھون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ

یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نے جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کے علاقہ میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہاں جا کر لوگوں سے کہا کہ تم جوار مکی کے عوض چادریں اور پہننے کے کپڑے دیدو۔ کیونکہ اس میں تمہارے لئے آسانی اور مدینہ میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصحاب ہیں ان کے لئے بہ نسبت غلہ کے کپڑے زیادہ ضروری ہیں اب دیکھو زکوٰۃ غلہ کی لیجاتی ہے اور وصول کپڑے کئے جاتے ہیں۔ یہ تعامل دلیل ہے اس بات کی کہ صدقۃ الفطر میں بھی نقدی لیجا سکتی ہے پس ذیل کے نقشے کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کیا جاوے:۔

صدقۃ الفطر کس حساب سے دیا جاوے

(۱) جو۔ مکی۔ کھجور۔ منقیٰ۔ پنیر کا گندم کے سوا ایک ایک صاع دیا جاوے:۔

(۲) گندم کا بہتر اور راجح یہی طریقہ ہے۔ کہ ایک صاع دیا جاوے ورنہ نصف صاع بھی جائز ہے:۔

(۳) اگر نقدی دینا چاہتا ہے تو اتنی دیدے جتنی کہ ایک صاع گندم کی یا نصف صاع گندم کی قیمت ہو۔ اور چونکہ پنجاب میں نیا نیا غلہ نکلا ہے اس وقت عموماً زیادہ سے زیادہ ۱۲ ثار پختہ گندم ایک روپیہ کی آتی ہے اس لئے جو شخص ایک صاع دینا چاہے۔ وہ تین سیر کی قیمت ۴/ فی کس دے اور جو نصف صاع دینا چاہتا ہے وہ ۱½ سیر کی قیمت ۲/ فی کس دے یہ بخوبی ذہن نشین رہے کہ ۴/ یا ۲/ صرف اس صورت میں ہیں جبکہ غلہ کا بھاؤ ۱۲ ثار فی روپیہ ہو۔ لیکن اگر کسی جگہ اس سے مہنگا بھاؤ ہو تو اسی قدر رقم بھی زیادہ دینی چاہیئے۔ مثلاً کل ہی کسی دوست کا خط آیا ہے کہ ریاست بڑودہ میں روپیہ کی ۶ ثار گندم بکتی ہے تو وہاں ۸/ اور ۴/ علی الترتیب لئے جاویں گے۔ پس شرعاً نقدی مقرر نہیں۔ بلکہ غلہ مقرر ہے۔ ہاں اس غلہ کی عوض اس کی قیمت دے سکتا ہے ۴/ یا ۲/ تو صرف پنجاب کا عام بھاؤ ۱۲ ثار فی روپیہ دیکھ کر ہم نے اندازہ کیا ہے اور وہ بھی اس وقت تک جب تک یہ بھاؤ رہے:۔

صدقۃ الفطر کب ادا کرنا چاہیئے

اس صدقہ کی ادائیگی کی تاریخ بھی معلوم کرنے کے قابل ہے بخاری میں لکھا ہے:۔

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم امر بزکوٰۃ الفطر قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا کہ صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے پہلے ادا کیا جاوے۔ اس حدیث سے اتنا ثابت ہوا کہ عید کی نماز سے بہرحال پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ دیر نہیں ہونی چاہیئے لیکن یہ سوال کہ عید کی نماز سے کس قدر پہلے ادا کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے ان کی بحثوں کا اصل یہ ہے کہ یہ صدقہ فرض تو عید کے روز ہی ہوتا ہے مثلاً ایک شخص عید سے ایک روز پیشتر رمضان کی

آخری تاریخ فوت ہو گیا تو اس پر یہ فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ بلکہ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عید کا روز اس پر آوے۔ لیکن ادا عید سے کئی روز پیشتر بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں لکھا ہے۔

دکانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدقۃ الفطر عید سے ایک دو روز پیشتر ادا کر دیا کرتے تھے۔ اور واقعہ میں ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ عین عید کی نماز سے پہلے دیا تو غربا اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پہلے دینے میں یہ خوبی ہے کہ جس غریب کو دیا جاوے وہ عید کے لئے اپنے بیوی بچوں کے کھانے اور کپڑوں کا بندوبست کر سکیگا بہت سے علماء کہتے ہیں کہ رمضان کے دوران میں ہر وقت ادا کر سکتا ہے پس جو شخص عید سے پیشتر ادا کرے اس پر سے فرض ساقط ہو گیا۔ لیکن جس نے عید سے پہلے ادا نہ کیا۔ اس پر فرض ہے کہ عید کی نماز سے پہلے پہلے غربا کو دیدے۔ خلاصہ یہ کہ انتہائی وقت نماز عید سے قبل ہے اور ابتدائی وقت رمضان کا کوئی سا دن۔ جس شخص نے عید کے دو روز نماز سے پہلے منی آرڈر کر دیا۔ گو وہ منی آرڈر عید کے بعد ملیگا۔ لیکن چونکہ اس نے اپنی طرف سے نماز سے پہلے ادا کر دیا۔ اس لئے کوئی حرج نہیں ::

صدقہ دینے والے کے متعلق رحمت کی دعا

صدقہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے قرآن مجید میں فرمایا ہے خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم یعنی اے نبی تو مسلمانوں کے مالوں سے صدقہ وصول کر جن کے ذریعہ تو انہیں پاک کرے اور تزکیہ بخشے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کر ::

کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کے متعلق ہے۔ مگر لفظ صدقہ زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر دونوں پر حاوی ہے اس لئے صدقۃ الفطر وصول کرتے وقت دینے والے کے لئے رحمت کی دعا کرنی چاہیئے ::

بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو اوفی نام ایک شخص صدقہ لایا۔ آپ نے دعا کی اللھم علی آل ابی اوفیٰ یعنی اے اللہ ابو اوفیٰ کے اہل و عیال پر رحمت کر۔ پس ہماری جماعت کے سکرٹری صاحبان اور محصلوں کو چاہیئے کہ جب کسی احمدی سے زکوٰۃ یا صدقۃ الفطر وصول کریں تو اس کے حق میں بھی دعا کریں مثلاً عبداللہ نامی کوئی شخص ان کے پاس صدقہ لا دے تو وصول کرتے وقت کہیں اللھم صل علی آل عبد اللہ یعنی اے اللہ تو عبداللہ کے اہل و عیال پر رحمت کر۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدقہ تو عبداللہ نے دیا اور دعا بیوی بچوں کے لئے کیجاتی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ اس دعا میں جو بیوی بچوں کا ذکر ہے ایک نکتہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کی آمدنی کا اکثر حصہ خود انسان کی اپنی ذات پر خرچ نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ زیادہ حصہ بیوی بچوں اور رشتہ داروں پر خرچ ہوتا ہے۔ پس جس شخص نے صدقہ دیا دوسرے لفظوں میں اس نے بیوی بچوں کا حصہ کاٹ کر خدا کی راہ میں دیدیا۔ اور بیوی بچوں کو اس سے محروم کیا۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ اس کی بیوی بچوں کے لئے دعا کیجاوے۔ کہ الٰہی اس نے تیرے لئے اپنے بیوی بچوں کو اس غلہ یا اس نقدی سے محروم کیا تو اس کے عوض اس کے بیوی بچوں کو اپنی رحمت سے مالامال کر۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ صدقہ خیرات کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور قومی چندوں میں شریک ہونے کا ارادہ کرتے ہیں۔ لیکن بیوی بچے سد راہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ زمیندار کہا کرتے ہیں۔ کہ جب غلہ کھلواڑے میں ہے اس وقت تک ہم مالک ہیں جسے چاہیں دیں۔ لیکن جب گھر میں آ جاتا ہے۔ پھر عورتیں مالک ہو جاتی ہیں۔ پس کسی شخص کا صدقہ و خیرات کرنا عموماً ایک علامت ہے کہ اس کے گھر والے اسے خدا کی راہ میں دینے سے روکتے نہیں۔ اور وہ بھی برضاء و رغبت اس کے ساتھ اس صدقہ میں شریک ہیں۔ اس لئے بیوی بچوں اور اہل و عیال کے لئے رحمت کی دعا مانگنی عین تقاضائے انصاف ہے ::

احمدیوں کو شریعت کی ظاہری باتوں میں بھی غیر احمدیوں سے کم نہیں رہنا چاہیئے

میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوا مکرر استدعا کرتا ہوں کہ عید الفطر آنیوالی ہے کوئی احمدی بھی اس صدقہ کے دینے سے خالی نہ رہے۔ مسیح نے انجیل میں اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک تم شریعت کی باتوں میں بھی فقیہوں اور فریسیوں سے بڑھ نہ جاؤ تب تک آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے قابل نہیں۔ اسی طرح حق یہی ہے کہ نماز و روزہ اور شریعت کے ظاہری ارکان میں ہم لوگ غیر احمدیوں سے کم رہے تو سب کچھ ہیچ ہے اس لئے اس وقت ایسی کوشش کیجاوے کہ کوئی احمدی بھی ایسا نہ ہو جس کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا نہ ہو گیا ہو ہر انجمن کے سیکرٹری کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر احمدی کی طرف سے خواہ وہ دودھ پیتا بچہ ہی کیوں نہ ہو صدقۃ الفطر وصول کرے اور عید سے کئی روز پیشتر بہتر ہے کہ وصول کیا جاوے۔ ذیل میں ایک نقشہ فرضی طور پر میں تجویز کر کے لکھتا ہوں تاکہ سیکرٹری صاحبان اس نقشہ کے مطابق ایک رجسٹر تیار کر لیں اور اس پر ہر احمدی کا نام لکھکر وصول کریں ٭

قابل توجہ باتیں

(۱) یہ صدقہ ہر احمدی سے لیا جاوے۔ (۲) نہ دینے والا احمدی اور کوشش سے نہ وصول کرنیوالا سیکرٹری دونوں شریعت کے ذمہ واریوں کو سوچلیں۔ (۳) صدقۃ الفطر فرض ہے نہ دینا گناہ ہے اور عید فنڈ نفل ہے دینے والا ثواب کا مستحق ہے (۴) بہتر یہی ہے کہ مطابق نقشہ مندرجہ بالا ہر سیکرٹری ایک رجسٹر الگ بنالے اور اس میں اپنی جماعت کے لوگوں کے نام درج کرے اور جب سب درج ہو جاویں تو پھر وصول کرنا شروع کرے (۵) جو شخص عید سے کئی روز پیشتر صدقہ دے تو بہتر ہے (۶) ہر صدقہ وصول کرنے والا دینے والے کے لئے مطابق حدیث جلد دعائیہ پڑھے (۷) سارا چندہ قادیان میں محاسب صاحب کے نام آنا چاہیئے (۸) علاوہ صدقۃ الفطر کے جو کہ ہر احمدی سے وصول کیا جاوے عید فنڈ بھی کوشش سے وصول کیا جاوے اور تحریص و تحریک دیجاوے (۹) رسول کریم صلعم نے فرمایا الصدقة تطفی غضب الرب یعنی صدقہ خدا کے بھڑکے ہوئے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے (۱۰) حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے میں نے ساری عمر میں ایک شخص کو بھی خدا کی راہ میں دینے کی وجہ سے تنگی میں نہیں دیکھا ٭

سید محمد اسحاق سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان سنہ ۱۹۱۸ء

نقشہ

نمبر شمار	احمدی	تعداد ان لوگوں کی جن کا یہ متکفل ہے	مقدار صدقۃ الفطر اگر نقدی دینا چاہتا ہے	مقدار صدقۃ الفطر اگر غلہ دینا چاہتا ہے	عید فنڈ	کیفیت
۱	عبد اللہ	۵	۱ عہ		عہ	یہ شخص پورا صاع دینا چاہتا ہے
۲	نور محمد	۴	۱۲/		؏	یہ شخص چاہتا ہے کہ نصف صاع کے حساب سے دے
۳	قادر بخش	۸		۸ صاع یعنی [illegible]	؎	یہ شخص ایک صاع دینا چاہتا ہے۔

والسلام

تحفۂ صادق

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء کو یاد رکھیں۔ اس ہفتہ ایک نہایت عمدہ مضمون جو کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ونٹ نور سے الحکم کے لئے روانہ فرمایا شایع ہوگا حضرت مفتی صاحب کے مخلص اور ان کے کام سے دلچسپی رکھنے والے احباب اگر زاید کاپیاں لینی چاہیں تو زاید چھپوائی جا سکتی ہیں فی کاپی ۱؎ ٭ دفتر الحکم قادیان